یوم دوشنبہ

جلد ۳۴ | ۲۴ ماہ احسان ۱۳۲۵ ہش | ۲۳ رجب ۱۳۶۵ھ | ۲۴ جون ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۴۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۷ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور نے آج دس اصحاب کو پونے دو گھنٹے شرف ملاقات بخشا۔ جن میں جناب علم الدین صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز بھی تھے۔ کل بعد نماز عصر حضور نے مکرم مرزا منور احمد صاحب مجاہد امریکہ و مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی کو ناشتہ پر مدعو فرمایا۔ اس موقعہ پر اور بھی کئی اصحاب مدعو تھے۔ تفسیر کے کام کے سلسلہ میں آج حضور نے سورہ التین اور علق کا ترجمہ فرمایا۔ بعد نماز مغرب تا عشاء حضور مجلس میں تشریف فرما ہو کر حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ضعف، نزلہ اور سردرد کی وجہ سے ناساز ہے احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب چند روز سے علیل ہیں دعائے صحت کی جائے۔

پنجاب میں ابتری پھیلنے کا یقینی خطرہ

سکھوں کو قانون ہاتھ میں لینے کی کھلم کھلا تلقین و حمائت

(از ایڈیٹر)

۱۱ اپریل کو خان صاحب مرزا ابو سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کو جب ایک سکھ کنسٹیبل نے پولیس کے صدر دفتر کے پھاٹک کے قریب دن دہاڑے گولی کا نشانہ بنا کر موت کی نیند سلا دیا۔ تو اس دن اتفاق سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لاہور میں ہی تشریف رکھتے تھے۔ حضور نے اسی وقت لاہور کی مقامی جماعت کے ذمہ دار اصحاب کو توجہ دلائی۔ کہ یہ کوئی انفرادی حادثہ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ اس تحریک کا نتیجہ نظر آتا ہے۔ جو سکھ لیڈروں کی طرف سے سکھوں میں مسلمانوں کے خلاف کی جا رہی ہے۔ چنانچہ لاہور کی جماعت نے اسی دن ایک غیر معمولی جلسہ کر کے حسب ذیل قرارداد پاس کی۔

"اس اجلاس کی رائے میں مرزا ابو سعید صاحب مرحوم سپرنٹنڈنٹ پنجاب ریلوے پولیس پر جو کمینہ حملہ ریلوے پولیس کے ایک سکھ کنسٹیبل نے گولی چلا کر کیا ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں مرزا صاحب موصوف جان بحق ہو گئے ہیں۔ وہ منفرد حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ سکھ راہنماؤں کے انتہا درجہ اشتعال انگیز اور زہر آلود پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے۔ جو وہ ایک عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں۔ ان کی تمام پبلک تقریریں اور پریس میں تحریریں انتہا درجہ اشتعال انگیز ہیں۔ اور ہر مہذب گورنمنٹ کا ابتدائی فرض ہے۔ کہ وہ ان تمام خلاف امن مساعی کا مضبوطی کے ساتھ ازالہ کرے۔"

اس کے ساتھ ہی یہ قرارداد بھی پاس کی گئی کہ

"یہ اجلاس اس خوف کا اظہار کرتا ہے کہ اگر اس خلاف قانون شورش انگیزی کو مضبوطی کے ساتھ دبایا نہ گیا۔ تو اندیشہ ہے کہ اس بدنصیب صوبہ میں ابتری پھیل جائے گی اور قانون کی علانیہ بے حرمتی شروع ہو جائیگی"

۱۳ جون قادیان تشریف لانے پر حضور نے اس حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے پھر فرمایا "معلوم یہی ہوتا ہے۔ کہ قاتل نے اس تحریک کا اثر لیا ہے۔ جو سکھوں میں مسلمانوں کے خلاف پیدا کی جا رہی ہے" (الفضل ۱۵ جون)

اس سلسلہ میں الفضل کے علاوہ معزز معاصر "انقلاب" نے بھی فرض شناسی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا ثبوت دیتے ہوئے جہاں جماعت احمدیہ کے جلسہ کی قرارداد یں شائع کیں۔ وہاں خود بھی ایک مضمون لکھا جس میں حکام بالا کو توجہ دلائی۔ کہ اس حادثہ کی تحقیقات میں پوری احتیاط سے کام لیا جائے۔ اور جس سازش کا شبہ کیا جا رہا ہے۔ اس کا سراغ لگایا جائے۔

دوسرے مسلمان اخبارات اس بارے میں لکھنے ہی والے تھے۔ کہ ۱۹ جون کے سکھ اخبار "اجیت" میں اکالیوں کے ایک بڑے لیڈر سردار ایشر سنگھ مجھیل ایم۔ ایل۔ اے نے ایک مضمون شائع کر کے حقیقت کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ لکھا۔

"سکھ کانسٹیبل نے ترقی کے لئے مطالبہ کیا تھا۔ جسے ٹھکرا دیا گیا تھا۔ اس کا اثر اس کے ذہن پر ہوا۔ اور اس نے اپنے افسر کو قتل کر دیا۔ صرف یہ ملازم ہی ایسا شخص نہیں جس سے یہ سلوک روا رکھا گیا ہے۔ بلکہ پنجاب گورنمنٹ کا کم و کاست ہر سکھ ملازم اس کی طرح مصائب میں مبتلا ہے۔ خود میرے کئی دوستوں کو انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان کی حق تلفیاں کی جاتی ہیں۔ اور ان کی ترقیاں روک لی جاتی ہیں۔ بلکہ دوسروں کو دی جاتی ہیں۔ وہ کسی آئینی طریقہ سے اپنی شکایات پیش نہیں کر سکتے۔ اس لئے جس طرح سکھ کانسٹیبل مایوس ہو گیا تھا۔ اسی طرح دوسر لوگ بھی ایسے حالات میں اپنی شکایات کے ازالہ کے لئے قانون ہاتھ میں لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس واقعہ سے متعصب اور فرقہ پسند سرکاری عہدہ داروں کی آنکھیں کھل جائیگی اور وہ اپنے ماتحت سکھ ملازمین سے انصاف کرینگے۔ . . . مختلف محکموں میں ستائے جا رہے سکھ ملازمین اگر پرکرم سنگھ کو اپنے کاز کا شہید سمجھنے لگیں۔ تو انہیں کون برا کہیگا"

ایک سکھ ایم۔ ایل۔ اے کی طرف سے قاتل کی اس کھلم کھلا حمائت نے نہ صرف تمام مسلمان اخبارات کو اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور انہوں نے پرزور الفاظ میں حکومت کو اس فتنہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کا آغاز مرزا ابو سعید صاحب کے حادثہ سے کیا گیا۔ بلکہ ہندو اخبارات کو بھی بادل ناخواستہ لکھنا پڑا ہے کہ "کیا اس قسم کی تحریروں سے ایسے واقعات کو شہہ نہیں ملتی"۔ اور جب ایک ذمہ دار سکھ لیڈر کھلم کھلا ایک طرف تو مسلمان افسروں کو یہ دھمکی دے رہا ہے۔ کہ سکھ ماتحت ملازمین جو مطالبہ کریں۔ اسے فوراً پورا کر دیا کرو۔ ورنہ تمہارا بھی وہی انجام ہوگا۔ جو مرزا ابو سعید صاحب کا ہوا۔ اور دوسری طرف سکھوں کو علی الاعلان قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی تحریک کر رہا ہے۔ تو پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا نہ حکومت کے لئے مشکل ہے نہ مسلمانوں کے لئے

پھر سردار ایشر سنگھ کے بیان سے یہ بھی مترشح ہے کہ سکھ لیڈر ایسے سرکاری سکھ ملازموں سے جن کے پاس اسلحہ ہوتا ہے میل جول رکھتے ہیں۔ اور اعلےٰ حکام کے خلاف قانون شکن قدم اٹھانے میں ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

ایڈیٹر :- غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

لنڈن میں تبلیغ اسلام

کینیڈا کے ایک نوجوان نے اسلام قبول کیا

لنڈن ۲۱ جون۔ مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ کینیڈا کے ایک نوجوان نے جو ایر فورس میں ملازم ہیں اسلام قبول کر لیا ہے۔ ان کی استقامت کے لئے دعا کی جائے۔

چودھری عبد اللہ خاں صاحب کے گھٹنوں پر سے پہلا پلاسٹر منگل کے دن تبدیل کیا جائے گا۔ مکمل صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

ملک معظم شاہِ شرق الاردن کی طرف سے جامعہ احمدیہ کا شکریہ

بلاد عربیہ کا حصہ جو شرق الاردن کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں کے علم دوست امیر ہاشمی جناب عبد اللہ بن حسین کی کوششیں بار آور ہوئیں۔ چنانچہ گذشتہ دنوں اس علاقہ کی آزادی استقلال کو برطانیہ نے تسلیم کر لیا۔ اس طرح سے امیر موصوف اب اپنے علاقہ کے آزاد بادشاہ قرار پائے۔ اس موقع پر عمان دار السلطنت میں جشن استقلال منایا گیا۔ جلالۃ الملک المعظم کی خدمت میں اس موقعہ پر سابقہ تعارف کی بناء پر مبارکباد پیش کی گئی۔ جس کے جواب میں ان کے چیف سیکرٹری صاحب نے ذیل کا گرامی نامہ ارسال فرمایا ہے:۔

مکتوب

حضرة السيد ابو العطاء الجالندهری عميد الجامعة الاحمدية بقاديان۔ المحترم لقد اطلع جلالة مولاي الملك المعظم على كتابكم الكريم بمناسبة الحدث الجديد في بلاد الاردن وقد تفضل حفظه الله فأمر بابلاغكم شكر جلالته على تهانيكم ودعواتكم الطيبة مع التقدير والامتنان۔ وتفضلوا بقبول فائق الاحترام (رئيس الديوان الهاشمی)

ترجمہ

مولائی ملک معظم نے آپ کا مکتوب گرامی جو بلاد اردن کے تازہ واقعہ (استقلال) کی مناسبت سے آپ نے بھیجا ہے ملاحظہ فرمایا۔ انہوں نے ازراہِ نوازش مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کی مبارکباد اور دلی دعاؤں پر ان کی طرف سے پر خلوص شکریہ آپ تک پہنچاؤں۔ آداب و احترام قبول فرما کر ممنون فرماویں۔ چیف سکرٹری۔

تصحیح اور معذرت

۱۸ جون کے الفضل کے صفحہ ۲ کالم ۳ پر ارجنٹائن کے ڈاکٹر کی ایک ایجاد کے ذکر میں یہ الفاظ کہ "مردہ انسانوں پر اس کا تجربہ کیا گیا۔ تو وہ زندہ ہو گئے"۔ غلطی سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ حالانکہ حضور نے جو الفاظ فرمائے تھے۔ ان سے مراد یہ تھی کہ حیوانی جسم کے بعض ٹکڑوں میں تر و تازگی پیدا ہو گئی۔

چونکہ یہ غلطی نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ اور احمدیت کی تعلیم کے صریحاً منافی۔ لہذا میں نہایت ہی ندامت اور افسوس کے ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قارئین الفضل سے معافی کا خواستگار ہوں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ خاکسار منیر احمد ونیس)

پھر اس سے سکھوں کی اس ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر ایک کنسٹیبل کی ترقی کا مطالبہ پورا نہ ہونے کی پاداش میں سپرنٹنڈنٹ پولیس کی جان لی جا سکتی ہے۔ اور بہت بڑا سکھ لیڈر کھلم کھلا نہ صرف اس کی حمایت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس راز کا بھی انکشاف کر دیتا ہے۔ کہ دوسرے سکھ ملازم بھی ایسا ہی کرنے کا تہیہ رکھتے ہیں۔ تو خالصتان کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر اور وزارتی مشن سے سکھ جو کچھ طلب کر رہے ہیں۔ وہ حاصل نہ ہونے پر سکھ کیا کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان حالات میں ملک کو جس بد امنی اور فتنہ و فساد کا خطرہ درپیش ہے۔ اور جس کی طرف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حکومت کو توجہ دلائی ہے۔ اس کا بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

مرزا ابو سعید صاحب کے قتل کی نوعیت تنہا ہی اس فتنہ و شرارت کا کھوج لگانے کے لئے کافی تھی۔ جس کی تیاریاں سکھوں کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ اور ہر قسم کا ساز و سامان تیار کیا جا رہا ہے۔ لیکن اب سردار ایشر سنگھ نے جن رازہائے سربستہ کا انکشاف نہ معلوم کس ترنگ میں کر دیا ہے۔ بتا رہے ہیں کہ اس خطرہ سے حکومت کو قطعاً آنکھیں بند نہیں رکھنی چاہئیں اور مسلمانوں سے ہم کیا کہیں۔ جو ہر قسم کی مشکلات اور خدشات میں گھرے ہونے کے باوجود اپنی حفاظت سے بالکل غافل ہیں۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ از ۱۶ مئی تا ۳۱ مئی ۱۹۴۶ء

احمدی مجاہد کی نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی میں کامیاب تقریر

مکرم محترم خلیل احمد صاحب ناصر تحریر فرماتے ہیں:۔

بفضلہ تعالیٰ عرصہ زیر رپورٹ میں ہفتہ وار تین اجلاس مسجد شکاگو میں باقاعدگی سے جاری رہے۔ جن میں یسرنا القرآن کی تعلیم دی گئی۔ تقاریر کی مشق کرائی گئی۔ اور کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا درس دیا۔ مسجد میں عرصہ سے ٹیلیفون لگوانے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ بفضلہ تعالیٰ اس کا انتظام بھی ہو گیا۔ اور اب احباب جماعت سے مسجد کا رابطہ آسان ہو گیا ہے۔ آج کل مسجد میں کچھ مرمت کا کام شروع ہے۔

دورہ

محترم و مکرم صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگالی گذشتہ ہفتہ ریل گاڑیوں کی سٹرائیک ختم ہونے کے معاً بعد مسلم سن رائز کی اعانت و اشاعت کے سلسلے میں لمبے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ ڈھائی تین ہفتے میں واپس تشریف لائیں گے۔

یونیورسٹی میں تقریر

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ ادیان نے "خصوصیاتِ اسلام" کے موضوع پر تقریر کی دعوت دی۔ تقریر کے بعد دیر تک دلچسپ سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ جن کے بفضلہ تعالےٰ تسلی بخش جواب دیئے۔ خاکسار کا یونیورسٹی میں تقریر کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ الحمد للہ کہ تبلیغ کا نہایت عمدہ موقعہ ملا۔

خاکسار خلیل احمد ناصر شکاگو۔ امریکہ

خادمِ احمدیت زندہ باد!

۱۴ جون۔ فریضہ جمعہ ادا کرنے کے بعد مسجد احمدیہ بہلولپور (ضلع لائلپور) میں عزیزم چودھری صلاح الدین احمد بی۔ اے۔ واقفِ زندگی (خلف الرشید چودھری عصمت اللہ خاں صاحب) کو الوداع کہنے کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے جملہ افراد کے علاوہ غیر احمدی صاحبان بھی شامل ہوئے۔ عزیز کے والد بزرگوار صاحب کو مبارکباد دی گئی۔ چودھری عصمت اللہ خاں صاحب نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکریہ ادا کیا۔ جس نے انہیں توفیق عطا فرمائی۔ کہ وہ اپنے ہونہار بیٹے کو اس کی راہ میں وقف کریں۔ اپنے لختِ جگر صلاح الدین احمد کا شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے ان کی دلی خواہش پر لبیک کہا۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میں امام وقت کے عنایات

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

۲۰ ماہ احسان ۱۳۲۵ ہش مطابق ۲۰ جون ۱۹۴۶ء

کشمیر کی سابقہ اور موجودہ ایجی ٹیشن

جموں سے ایک دوست آئے ہوئے تھے۔ ان سے ریاست کی موجودہ شورش کے متعلق حضور حالات دریافت فرماتے رہے۔ اور پھر جو کچھ فرمایا وہ مختصر طور پر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

فرمایا کشمیر میں آجکل جو حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کے سلسلہ میں بعض لوگ وہاں سے مجھے ملنے بھی آئے ہیں۔ اور بعض نے خطوط کے ذریعہ بھی دریافت کیا ہے۔ کہ آپ اس تحریک میں کیوں حصہ نہیں لیتے۔ حالانکہ آپ پچھلی دفعہ کشمیر کی تحریک کے روح رواں تھے۔

دراصل پچھلی دفعہ اس تحریک میں میری شمولیت کی بنیاد یہ تھی۔ کہ کشمیر میں رعایا کو ابتدائی انسانی حقوق بھی حاصل نہ تھے۔ مثلاً اخبار نکالنے کی اجازت نہ تھی۔ مجالس قائم کرنے پر پابندی عائد تھی۔ ساری زمین مہاراجہ صاحب کی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ ویسے تو قدیم زمانہ سے ہی زمین حکومت کی سمجھی جاتی ہے۔ ہندوستان میں بھی اور یورپ میں بھی لیکن یہ ملکیت محض رسماً ہوتی ہے عملاً نہیں ہوتی۔ حکومت کو اگر کبھی اپنی ضرورت کے لئے زمین لینی پڑتی ہے۔ تو وہ قیمتاً زمین خرید لیتی ہے۔ اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ورنہ اسکے سوا باقی تمام اختیارات زمین کے مالکوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی خرید و فروخت۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی مثلاً مکان وغیرہ بنانا اسکی پیداوار غرض کسی معاملہ میں حکومت تعرض نہیں کرتی۔ پس گو رسماً زمین حکومت کی ملکیت سمجھی جاتی ہے لیکن عملاً مالکان کو اسپر پورا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ لیکن کشمیر میں یہ بات نہ تھی۔ وہاں حقیقتاً زمین مہاراجہ صاحب کی ملکیت ہی سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ اگر کوئی بغیر اجازت ریاست اپنی زمین سے خود لگائے ہوئے درخت کاٹ لے۔ مکان بنا لے یا اور کوئی تبدیلی کر دے۔ تو اسے گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ گویا لوگ مزارع کا رنگ رکھتے تھے اور ملک میں کامل غلامی کا دور دورہ تھا۔ جس کے ایسے افسوسناک نظارے دیکھنے میں آتے تھے کہ کوئی دردمند انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

میں جب ۱۹۰۹ء میں کشمیر گیا تو بیلگام سے واپسی پر اسباب کے لئے کچھ مزدوروں کی ضرورت پڑی۔ وہاں کے قانون کے مطابق ہم نے سرکاری عہدہ داروں کو اطلاع دی چنانچہ انہوں نے کچھ مزدور بھیجدیئے۔ میرے ٹرنک میں کچھ کتابیں بھی تھیں۔ اس لئے وہ زیادہ وزنی تھا۔ جس مزدور نے اسے اٹھایا میں نے دیکھا کہ وہ چلتے چلتے ایک اونچی جگہ کے ساتھ ٹرنک لگا کر ٹھہر گیا۔ اور بے اختیار اسکے مونہہ سے نکلا۔ "ہائے اماں" اس کی آواز میں اتنا درد تھا کہ میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ میں نے اس سے اسکی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے بتایا کہ میں مزدور نہیں ہوں میری تو برات جا رہی تھی۔ اور میں دولہا تھا۔ راستے سے سرکاری آدمیوں نے مجھے پکڑ کر یہاں بھیجدیا ہے۔ براتی بیچارے میرا انتظار کر رہے ہونگے۔ یہ ایک ایسی دردناک بات تھی۔ جس سے میں بہت ہی متاثر ہوا۔ اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی۔ کہ کشمیر کے لوگوں کی آزادی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اسکے بعد ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۹ء میں جب مجھے کشمیر جانے کا اتفاق ہوا۔ تو پھر وہاں بعض اس قسم کے حالات دیکھنے میں آئے۔ جن کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کی ہمدردی کا نقش اور گہرا ہو گیا۔ ۱۹۳۱ء میں جب وہاں شورش پیدا ہوئی۔ تو میں نے ایک مضمون لکھا۔ جس نے وہاں ایک قسم کی آگ لگا دی۔ میرے پاس متواتر وفود اور تاریں آئیں۔ کہ آپ یہ کام اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور ہماری مدد کریں۔ میں نے شملہ میں بعض بڑے بڑے مسلمان لیڈروں کو بلایا۔ اور ان کے مشورہ سے یہ کام شروع کیا۔ انہیں کے اصرار پر بالخصوص ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے زور دینے پر میں نے کشمیر کمیٹی کی صدارت منظور کر لی۔

اس کے بعد حضور نے اس سلسلے میں کئی ایک واقعات بیان فرمائے جو اس بات کا ثبوت تھے کہ حضور کی کوششوں کا انگریزی حکام اور کشمیر گورنمنٹ پر کتنا گہرا اثر ہوا۔ اور کس طرح حالات درست ہوتے گئے۔ حضور نے فرمایا۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کشمیر کے باشندوں کو تمام ابتدائی انسانی اور مذہبی حقوق مل جائیں اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی کوشش کی کہ مہاراجہ صاحب کی عزت اور انکا احترام بھی قائم رہے کیونکہ میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کسی کو جب کوئی اعزاز دیتا ہے۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اس اعزاز کو قائم رکھنے اور انکا احترام کرنے کی کوشش کریں لیکن افسوس کہ بعد میں جب کشمیر ایجی ٹیشن میں احراری اور کانگرسی عنصر داخل ہو گیا تو خود کشمیری لیڈروں نے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ مرزا محمود احمد صاحب کی وجہ سے ہمیں نقصان ہوا ہے۔ ورنہ ہمیں زیادہ حقوق حاصل ہو جاتے حالانکہ میں انکے لئے جتنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ خود ان سے بہت کم حقوق لے کر راضی ہو گئے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا جہاں تک مجھے اطلاعات ملی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ شورش میں ایک بہت بڑا نقص یہ ہے کہ اسکی ابتدا خود مہاراجہ صاحب اور انکے خاندان کے خلاف الزامات لگانے سے کی گئی ہے جو میرے نزدیک ہرگز شریفانہ طریق نہیں۔ جب وہاں کے لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہاں آئینی حکومت قائم ہو۔ تو اس مطالبہ کے ساتھ ہی ان پر یہ فرض بھی عائد ہو جاتا ہے کہ مہاراجہ صاحب کی عزت کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کریں کیونکہ جب آئینی حکومت قائم ہو جائے۔ تو حکمران کے اختیارات بہت ہی کم ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف ملک کے اتحاد کا ایک ذریعہ رہ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ملک کا اخلاقی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کی عزت اور اسکا احترام قائم رکھے انگلستان اور مصر وغیرہ میں آئینی حکومت ہے۔ بادشاہ کے اختیارات بہت کم ہیں۔ لیکن پھر بھی وہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کی بہت ہی عزت اور احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بادشاہ ہمارے ملک کے اتحاد کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر ہم اس کا احترام نہ کرینگے۔ تو وہ اپنے اختیارات سے چونکہ احترام قائم نہیں کرا سکتا۔ اس لئے اسکا وجود بے فائدہ ہو جائیگا اس وقت جو طریق مہاراجہ صاحب کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہم اسکے شدید مخالف ہیں۔ انکی ذات پر انکی مہارانی صاحبہ اور دیگر اقرباء پر الزام لگانے شریفانہ کام نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک اس ایجی ٹیشن میں لوگوں پر بھی سخت ظلم کئے گئے ہیں۔ ہماری اطلاعات کے مطابق لوگوں کو گھسیٹا بھی گیا ہے۔ انکی بے عزتی بھی کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے وہ بے شک مظلوم ہیں لیکن مظلوم جب خود ظلم کی بنیاد رکھے۔ تو کیا کیا جا سکتا ہے۔ پس جبتک میری تسلی نہ کرا دی جائے کہ مہاراجہ صاحب کی ہتک نہیں کی گئی۔ اور غیر شریفانہ الزامات نہیں لگائے گئے۔ اس وقت تک میری ہمدردی مہاراجہ صاحب کے ساتھ ہے۔ ہاں اگر ان کی ذات کو درمیان میں نہ لایا جاتا۔ اور ویسے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ تو پھر عوام کے ساتھ میری ہمدردی ہوتی۔

چونکہ پچھلی دفعہ میری ان کوششوں کے باوجود کہ کشمیریوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق ملیں۔ خود کشمیری لیڈروں نے میرے متعلق یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ ان کی وجہ سے ہمیں نقصان پہنچا ہے۔ اسلئے اب ہم اس وقت تک حصہ نہیں لینگے۔ جب تک خود کشمیری لیڈروں کیطرف سے مدد کے لئے ہمیں نہ کہا جائے مگر ہم حصہ اسی اصول کے مطابق لینگے کہ مہاراجہ کی عزت بھی قائم رہے۔ اور رعایا پر ظلم بھی نہ ہو۔ اور انہیں اپنے مذہبی اور انسانی حقوق حاصل ہو جائیں۔

ہمیں کشمیریوں کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ انکی مدد کریں۔ مگر ہم بے بس ہیں۔ جب خود ان کے لیڈر ہماری مدد کی ضرورت محسوس کرینگے۔ تو پھر ہم غور کرینگے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ آج ہم انکی مدد کریں۔ اور کل پھر پہلے کیطرح وہ کہدیں کہ انکی وجہ سے ہمیں نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ان حالات میں میں ایک طرف تو کشمیر کی رعایا کو نصیحت کرتا ہوں کہ انکا فرض ہے مہاراجہ صاحب کی عزت اور احترام کو پوری طرح قائم رکھے۔ اور دوسری طرف میں مہاراجہ صاحب سے کہتا ہوں۔ کہ وہ رعایا کے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر بیٹے کی بے عزتی کی جائے۔ تو وہ اصل میں باپ کی بے عزتی ہوتی ہے جب لوگوں کو گھسیٹا گیا ان کی بے عزتی کی گئی تو مہاراجہ صاحب کو ایسا کرنے والوں سے باز پرس کرنی چاہیئے پس ایجی ٹیٹروں کو بھی اپنا رویہ بدلنا چاہیئے اور انہیں مہاراجہ صاحب کی ذات پر حملہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور مہاراجہ صاحب کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی رعایا کی عزت قائم کریں اور ان پر ظلم کو روکیں۔ کیونکہ بادشاہ وہی ہے جو اپنی رعایا کو اپنے بیٹوں کیطرح سمجھے

بنگال کے بعض احمدی احباب کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔ عام مسلمانوں میں اب بھی اسلام کا ہر کلمہ مولوی سمجھے جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ مولوی کے طبقہ کو تبلیغ خاص طور پر کریں۔ اس سے عوام پر احمدیت کا خاص رعب قائم ہو سکتا ہے۔ جب کوئی عالم اور ذی اثر مولوی احمدی ہو جائے۔ تو اسکی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جاتی ہے خاکسار خورشید احمد شفیق

احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی مساعی

احمدی مجاہدین کی ماہ مئی کی تبلیغی سرگرمیاں

(از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب احمدی مجاہد لنڈن)

لنڈن دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ نوے لاکھ سے زیادہ اس کی آبادی ہے۔ اس شہر میں تبلیغی حرکت پیدا کرنے کے لئے بہت بڑے پیمانہ پر مساعی کی ضرورت ہے۔ ہماری نہایت ہی محدود اور حقیر کوششیں اس کے مقابل پر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں مگر یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ وہ ہماری ان بے حقیقت کوششوں کو نواز رہا ہے۔ اور برکت دے رہا ہے۔ حضرت مسیح ناصری کے صلیبی موت سے بچنے اور پھر کشمیر میں مدفون ہونے کے متعلق جو آواز ہماری طرف سے بلند کی گئی ہے۔ وہ کافی وسیع حلقہ میں پھیل چکی ہے۔ اور پھیل رہی ہے۔

وفات مسیح کا لندن کے اخبارات اور رسائل میں ذکر

رسالہ فری تھنکر (Free Thinker) میں ایڈیٹر صاحب کی طرف سے ایک مضمون اسی سلسلہ میں شائع ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک موقعہ پر میں نے لارڈ بشپ آف لنڈن کی تقریر سنی۔ جس میں اس نے یہاں کے لوگوں کو متوجہ کیا ہے۔ کہ "آجکل بعض ہندوستانی لنڈن شہر میں اس قسم کا پراپیگنڈا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کے متعلق احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔" لارڈ بشپ آف لنڈن نے ٹریکٹ اور مقبرہ کے فوٹو کا ذکر کرتے ہوئے آخر پر یہ بھی بیان کیا۔ کہ "یہ محض کاغذی پراپیگنڈا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی خاص اثر لینے کی ضرورت نہیں۔" ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "اس تقریر کے سننے کے بعد مجھے Where did Jesus die کتاب بھی ملی۔ جسے میں نے پڑھا۔ یہ کتاب واقعی دلچسپ اور مفید ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو تاریخی طور پر مسیح کے وجود کو مانتے ہیں۔" غرض نہایت اچھے رنگ میں اس رسالہ میں اس انکشاف کا ذکر کیا گیا۔ پہلے بھی ایک دفعہ اس رسالہ میں اس کے متعلق ایک مضمون شائع ہو چکا ہے۔ جو مقبول عام ہوا۔

اس کے علاوہ ایک اور رسالہ سائیکک نیوز ہے۔ جس میں ایسٹر کے موقعہ پر مقبرہ کا بلاک فوٹو بھی شائع ہو چکا ہے۔ بعض افراد کے خطوط اس ضمن میں شائع ہوئے ہیں۔ جن میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ مسیح ناصری کے متعلق جو نیا انکشاف گذشتہ ماہ شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق عرصہ ہوا ہمیں ارواح (Holy Spirits) نے بھی یہی بتایا تھا۔ اب ہم اس کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ سب کو روح نے عرصہ سے بتلا تو دیا تھا۔ مگر بجائے اس وقت اظہار کرنے کے جونہی ہمارا بیان اور مقبرہ کا فوٹو شائع ہوا سب کو یاد آگیا۔ کہ یہ بات تو سپرٹ نے بھی ہم سے کہی تھی۔

اس ملک میں سپرچولسٹوں کا زور ہو رہا ہے۔ مذہب کو اکثر لوگ چھوڑ رہے ہیں۔ اور Holy spirits کے معتقد ہو رہے ہیں۔

ایک اور رسالہ The life of Faith میں چند دن ہوئے ہمارا ذکر ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ The Muslim Invasion of England یعنی "مسلمانوں کی یورش انگلستان پر" اور مسلمانوں کے حملہ سے ہمارے ملک کا اس رنگ میں شکار ہونا ہمارے لئے ہمیشہ باعث شرم رہے گا۔" غرض اب انگلستان کے پریس میں ہمارا ذکر کسی نہ کسی رنگ میں ہوتا رہتا ہے۔

تقسیم لٹریچر

ماہ مئی کے شروع میں ان مقامات کی فہرست مرتب کی گئی۔ جہاں ایک حد تک ٹریکٹ تقسیم ہو چکے اور تبلیغ ہو چکی ہے۔ ایسے مقامات کو چھوڑ کر نئے ٹریکٹ "چرچ کے نام چیلنج" (جو جناب مولانا شمس صاحب نے پچھلے ماہ کے آخر میں لکھ کر چھپنے کے لئے دیا تھا) کے تقسیم کرنے کے لئے ایک سکیم تیار کی گئی۔ چنانچہ اسی ماہ میں دس ہزار کے قریب یہ ٹریکٹ سکیم کے مطابق تقسیم کیا گیا۔ اس کو تقسیم کرنے کے دوران میں جہاں بھی گفتگو کا کوئی موقعہ نکل سکا۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ اس تقسیم میں چودھری کرم الٰہی صاحب ظفر کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

ایک دن وہ لندن کے جنوب میں دور برائٹن کی طرف نکل گئے۔ جہاں ڈیڑھ ہزار کے قریب ٹریکٹ تقسیم کئے۔ اور لوگوں کو تبلیغ کی۔ اس کے علاوہ ایک موقعہ پر برادرم چودھری مشتاق احمد صاحب اور چودھری کرم الٰہی صاحب ظفر اور خاکسار لندن کے مشرق کی طرف فارننگھم اور ڈاٹ فرڈ کی طرف نکل گئے۔ اور راستے میں ۷ مقامات پر اتر کر ٹریکٹ تقسیم کئے۔ اور بعض افراد سے موقع ملنے پر زبانی تبلیغی گفتگو کی۔ یہ تبلیغی سفر بھی اچھا کامیاب رہا۔

ہائیڈ پارک میں تبلیغ

ہائیڈ پارک یہاں ایک ایسی جگہ ہے۔ جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے شاید دنیا میں ایک ہی ہے۔ ایک اجنبی اسے دیکھ کر عجیب لطف لیتا ہے۔ خیالات کے اظہار کے لئے اگر اسے "اکھاڑہ" کہہ سکیں۔ تو بالکل موزوں ہوگا۔ مختلف مذاہب اور خیالات کے لوگ وہاں مل جاتے ہیں۔ ہر ایک کو آزادی کے ساتھ اپنا خیال ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ وکٹری پریڈ کے قرب کی وجہ سے یہ جگہ اپنے تنوع کے لحاظ سے اور بھی خاص ہو گئی تھی۔ قریباً تمام اتحادی ممالک کے لوگ جو وکٹری پریڈ کے لئے یہاں آئے۔ اس جگہ ان سے ملنے۔ گفتگو کرنے اور پیغام حق پہنچانے کا موقعہ ملا۔ اکثر لوگ تو انگریزی ہی جاننے والے تھے۔ اس لئے گذارہ ہو جاتا تھا۔ اسکے علاوہ ایک کثیر تعداد ان ممالک سے بھی تھی۔ جو عربی بولنے والے علاقے ہیں مثلاً سوڈان ٹیونس مصر فلسطین شام شرق اردن سعودی عرب وغیرہ وغیرہ ان تمام لوگوں سے عربی زبان میں بھی گفتگو ہو جاتی تھی۔ عام طور پر روزانہ ظہر کے بعد سے لیکر آدھی رات تک اکثر بار شغف ہوں لوگوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ ہم نے اس موقعہ سے بھی فائدہ اٹھایا۔ بعض دفعہ سٹیج پر باقاعدہ کھڑے ہو کر تقریر کرنے کی صورت میں۔ اور بعض دفعہ مختلف حلقہ جات میں کھڑے ہو کر تبلیغی گفتگو کی صورت میں۔ اور پھر یہاں آنے والے لوگوں کو گیٹ پر ٹریکٹ بھی دیئے جاتے رہے۔ ہائیڈ پارک میں انفرادی طور پر تبلیغ اور گفتگو کے سلسلہ میں مولوی غلام احمد صاحب بشیر چودھری عطاء اللہ صاحب اور مولوی محمد اسحاق صاحب ساقی خاص طور پر قابل ذکر ہیں اسکے علاوہ بعض دفعہ مجھے بھی وہاں جاکر اس رنگ کی تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا۔

عوام میں سے جو لوگ اکثر ہائیڈ پارک آتے ہیں وہ ہم سے اچھی طرح متعارف ہو چکے ہیں۔ اور جب ہم وہاں جاتے ہیں تو ہمارے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ مولانا شمس صاحب کی علمی قابلیت محتاج بیان نہیں۔ لوگ بھی ان کے بہت مداح ہیں۔ بعض دفعہ جب ہم کبھی مولوی صاحب کے بغیر وہاں جاتے ہیں۔ تو لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ کیا "مسٹر شمس نہیں آئے۔" اور میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ جب مولوی صاحب سٹیج پر کھڑے ہوتے ہیں۔ تو وہ لوگ جنہوں نے کبھی آپ کی تقریر سنی ہوتی ہے۔ وہ دور سے جب دیکھتے ہیں۔ تو شوق سے گرد آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک مولوی صاحب خود نہ پروگرام ختم کر دیں۔ وہاں سے وہ ہلتے نہیں۔

جناب مرزا ابو سعید صاحب کا حادثہ قتل کے متعلق جماعت احمدیہ فیروزپور کی قراردادیں

جماعت احمدیہ فیروزپور شہر کا ایک اجلاس عام زیر صدارت نائب امیر جماعت احمدیہ بمقام مسجد احمدیہ مورخہ ۱۵/۶/۴۶ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرار دادیں باتفاق آراء پاس کی گئیں۔ (۱) یہ اجلاس اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ وہ ہولناک واقعہ قتل جس میں ایک سکھ کنسٹیبل نے گولی چلا کر مرزا محمد ابو سعید صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پنجاب ریلوے پولیس کو جان بحق کر دیا ہے۔ اس زہریلے اور اشتعال انگیز پراپیگنڈا کا نتیجہ ہے جو ایک عرصہ سے سکھ لیڈر مسلمانوں کے خلاف پبلک تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ کر رہے ہیں۔ (۲) یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ اس واقعہ کو منفردانہ حیثیت نہ دے بلکہ سکھوں کی اشتعال انگیز مساعی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کرے۔ (۳) یہ اجلاس حکومت پنجاب کو توجہ دلاتا ہے کہ اگر اس قسم کی شر انگیز اور قطعاً امن شکن حرکات کا سد باب نہ کیا گیا۔ تو یہ واقعہ اس صوبہ میں آئندہ بہت سے فسادات کا پیش خیمہ ہوگا۔ (۴) یہ اجلاس مرزا صاحب مرحوم کے خاندان سے دلی

ہیروشیما کی ہولناک تباہی کے چشم دید حالات

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں" (حضرت مسیح موعودؑ)

اکناف عالم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے زندہ ثبوت

ایک اعلےٰ فوجی افسر کے قلم سے

بندہ قریباً تین ماہ سے جاپان میں قیام پذیر ہے۔ میں یہاں اتحادیوں کی اس فوج میں ہوں جس کو جاپان پر قبضہ کرنے کے لئے چنا گیا ہے اس عرصہ میں میں نے جاپان کے سب سے بڑے جزیرے ہونشو (HONSHO) کا جنوبی حصہ دیکھا ہے۔ اور قارئین "الفضل" کی دلچسپی کے لئے اپنے تاثرات پیش کرتا ہوں۔

ہولناک تباہی کا خوفناک سمندر

ایک نئے آنے والے کے لئے یہاں سب سے بڑی چیز اس علاقہ کی عبرتناک بربادی ہے۔ میرا یہاں مستقل ٹھکانہ کیورے (KURE) کی بندرگاہ ہے۔ یہ جاپانیوں کا سب سے بڑا بحری اڈا تھا۔ امریکن بمباروں نے اس اڈے کی جسقدر تباہی کی ہے اس کا اندازہ دیکھنے والی آنکھ ہی لگا سکتی ہے الفاظ میں اس کا نقشہ کھینچنا ممکن نہیں۔ سمندر تباہ شدہ جہازوں، آبدوزوں اور طیارہ بردار جہازوں سے اٹا پڑا ہے۔ اور ساحل پر جو عظیم الشان فولادی کارخانے اور کلیں تھیں ان کا یہ حال ہے کہ جیسے کسی نے ٹین کے جاپانی کھلونوں کو چور کر کے رکھ دیا ہو۔ بربادی کا یہ سین میلوں تک چلا گیا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کیورے (KURE) جاپان کا سب سے بڑا بحری اڈہ تھا اور بعض ماہرین کا تو یہ خیال ہے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا NAVAL BASE تھا۔ یہاں سمندر کے ساتھ ساتھ ہی اونچے اونچے پہاڑ شروع ہو جاتے ہیں۔ اسلحہ اور بارود کے کارخانے ساحل سمندر پر ہی نہیں تھے۔ بلکہ ان پہاڑوں کے اندر میلوں لمبی سرنگیں نکالی ہوئی تھیں جن میں مشینری اور اسلحہ تیار ہوتا تھا۔ یہ سرنگیں چپہ چپہ پر موجود ہیں۔ اور اگر ان کی مجموعی لمبائی کا اندازہ کیا جائے تو بیسیوں میل ہوگی ان سرنگوں کے اندر نہ صرف معمولی اسلحہ تیار ہوتا تھا بلکہ یہاں آبدوزوں اور ہوائی جہازوں کی بڑی بڑی فیکٹریاں تھیں یہی وہ خوفناک اڈے تھے جہاں سے جاپانی ایک بگولے کی طرح اٹھے اور آن کی آن میں ایک بہت بڑے علاقہ پر طوفان کی طرح چھا گئے

لیکن تباہی کا سب سے بھیانک منظر ہیروشیما کے برباد شدہ کھنڈرات ہیں۔ یہ سب ایک ہی بم کا نتیجہ ہیں۔ اس جنگ نے دنیا کے ہر حصہ میں تباہی برپا کی۔ لیکن جو عالمگیر بربادی اس شہر نے دیکھی اس کی نظیر شاید ہی کہیں دیکھنے میں آئے۔ ہیروشیما کا شہر کیورے (KURE) سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے (یعنی واقع تھا) کھنڈرات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عظیم الشان شہر تھا۔ میل ہا میل تک ملبے کے ڈھیر۔ گری ہوئی دیواروں اور جلے ہوئے درختوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ وسطی ایک مربع میل میں ایک عمارت سلامت رہی ہے۔ یہ عمارتیں کیسے بچ گئی ہیں تعجب کی بات ہے۔ بہرحال ان کو دیکھنے سے انسان اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ آج سے تقریباً ایک سال پہلے یہ کس قدر خوبصورت اور بارونق شہر ہوگا

مجھے مارچ کے شروع میں ہیروشیما جانے کا اتفاق ہوا۔ میں موٹر چلا رہا تھا اور میرے ساتھ ایک سپاہی بیٹھا تھا۔ ہم دو نفوس بربادی کے اس بے پناہ سمندر میں تیزی کے ساتھ بھاگے جا رہے تھے۔ سوائے ملبے کے ڈھیروں کے جو سڑک کے دونوں طرف دور تک بچھے ہوئے تھے۔ کوئی عمارت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ میں بالکل ایسا محسوس کر رہا تھا جیسا کہ ٹیکسلا (TAXILLA) کے آثار قدیمہ میں سے گذر رہا ہوں۔ خاموشی کا یہ عالم تھا کہ انسان تو انسان چرند اور پرند نے بھی اس جگہ کی طرف رخ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ بجلی کے پول دوہرے ہو گئے۔ درخت اس قدر جلے ہوئے تھے کہ کوئلے کا ڈھانچہ دکھائی دیتے تھے۔ اور عمارتوں کی بربادی کا یہ عالم تھا کہ بڑی سے بڑی بلڈنگ کی ایک دیوار بھی سلامت نہیں رہی تھی۔ اصلی معنوں میں اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی تھی۔ اگرچہ ہم دو آدمی تھے لیکن اس قبرستان سے بھی بڑھی ہوئی خاموشی نے ہمارے دلوں میں عجیب دہشت پیدا کر دی۔ اور میں نے تو زندگی بھر اپنے آپ کو کبھی اس قدر اکیلا نہیں پایا۔ میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ ان ملبے کے ڈھیروں میں دبے ہوئے مردوں کی روحیں جھانک جھانک کر میرا تعاقب کر رہی ہیں۔ میں نے چاہا کہ عین اس جگہ تک جاؤں جہاں ایٹم بم گرا تھا۔ لیکن اس دہشتناک ویرانے میں کون تھا جو مجھے راستہ دکھاتا شام کی بڑھتی ہوئی تاریکی نے اس بھیانک منظر کو اور بھی ڈراؤنا کر دیا۔ موٹر واپس موڑی۔ اور جی چاہتا تھا کہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ یہاں سے نکل بھاگوں۔ واپسی پر سڑک ایسی جگہ سے نکلی جو کافی بلند مقام تھا۔ اور سارے کا سارا شہر وہاں سے دکھائی دیتا تھا۔ میں وہاں رک گیا۔ اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس منحوس شہر سے سلامت نکل آیا۔ عین اس وقت جبکہ ہیروشیما کے کھنڈرات ایک سرے سے دوسرے سرے تک دکھائی دے رہے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے یہ الفاظ میری آنکھوں کے سامنے پھر گئے کہ "میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"۔ میرا بس چلے تو اسلام اور احمدیت کے ایک ایک منکر کو یہاں لا کر کھڑا کر دوں تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے خدا اور اس کے رسول کی باتوں کو پورا ہوتے دیکھ لے۔

اب جبکہ میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں تو مجھے معاً خیال آیا کہ پیشگوئی کا دوسرا حصہ یعنی "اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہیں نہیں بچا سکتا" جاپان پر سب سے زیادہ صادق آتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ قوم ہے جو اپنے بادشاہ کو خدا سمجھتی ہے۔ اور اس کے ہر حکم کو خدا کا حکم۔ اور اس کی ناراضگی اور خوشی کو خدا کی ناراضگی اور خوشی خیال کرتی ہے۔ اس قوم کے موجودہ نظریہ کے مطابق خدا اور بادشاہ کوئی علیحدہ ہستیاں نہیں۔ بلکہ بادشاہ ہی اپنے اندر تمام صفات الٰہیہ رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ عام لوگ خیال کرتے ہیں جاپان صرف ایک جزیرہ کا نام نہیں بلکہ چار بڑے جزائر کا مجموعہ ہے جن کے نام شمالاً جنوباً یہ ہیں۔ ہوکیڈو (HOKAIDO) ہونشو (HONSHO) شکوکیو (SHOKOKYO) اور کیوشیو (KYOSHO) ان چار بڑے جزیروں کے اردگرد سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے جزیرے ہیں جن پر جاپانی نسل اور عقیدہ کے لوگ بستے ہیں۔

جاپانیوں کی موجودہ حالت

اب میں یہاں کے لوگوں کی بود و باش اور مذہبی رجحانات کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ جاپانی پست قامت تو ہیں۔ لیکن پست ہمتی سے بہت بلند ہیں۔ اگرچہ جنگ کی تباہ کاریوں نے یہاں کے نظام کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے لیکن میں نے اب بھی شاید ہی کوئی جاپانی دیکھا ہو جو بیکار بیٹھا ہو۔ ادنےٰ سے ادنےٰ کام کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اور جو کچھ بھی کرتے ہیں نہایت محنت اور جانفشانی سے کرتے ہیں۔ کیا مزدور اور کیا کاریگر اور پیشہ ور جس کو دیکھو اپنے کام میں ایسا منہمک نظر آتا ہے کہ اسے سوائے اپنے کام کے اور کسی چیز سے واسطہ ہی نہیں۔ سارے جاپان میں چپہ زمین بھی ایسی نہیں ملے گی جو اگانے کے قابل ہو اور اس میں کچھ بویا نہ گیا ہو۔ میں نے عین سمندر کے بیچ میں خشکی سے کوس دو کوس پرے جزیرے دیکھے ہیں جن میں دو چار مرلے قابل کاشت زمین تھی۔ اور اس میں بھی چاول کی کیاریاں بنی ہوئی ہیں اور سارے جزیرے کا مجموعی رقبہ ڈیڑھ دو کنال سے زیادہ نہ ہوگا۔

یہاں کیورے میں جو لوگ سلامت بچے انہوں نے اپنے اردگرد کے کھنڈرات میں گندم کی فصل بو دی ہے۔ اور بعض نے ملبے کی کیاریاں بنا کر سبزیاں اگائی ہیں۔

ایک عام جاپانی کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کی ذاتی اور خانگی ضروریات نہایت ہی مختصر ہیں۔ ان کی عمارتوں میں اینٹ پتھر یا لوہے کا استعمال نہیں ہوتا۔ باہر کی چار دیواری لکڑی کی چپٹوں کے ڈھانچے سے تیار کر کے ان میں گارا بھر دیا جاتا ہے۔ اندر کی تمام دیواریں پلائی ووڈ یا سخت سے گتے کے بڑے بڑے تختوں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ میں نے اندازہ کیا ہے کہ ہمارے ایک مکان کی لاگت سے جاپانیوں کا ایک محلہ تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ یہ گھر شاید آرام دہ نہیں ہیں۔ ہندوستان میں ایک رئیس کو جو آسائش میسر ہے وہ ایک ادنےٰ جاپانی شہری کے گھر میں موجود ہے۔

اور وہ تمام لوازمات جو ایک آرام دہ رہائش گاہ میں ہونے چاہئیں۔ سب کے سب موجود ہیں۔ مثلاً سردی کا بچاؤ۔ یہ برفانی ملک ہے اور شدت کی سردی پڑتی ہے۔ لیکن یہاں کے لکڑی اور رگتے کے مکانوں کی ایسی ساخت ہے۔ کہ اندر سردی اثر نہیں کرتی۔ میں نے کوئی ایسا گھر نہیں دیکھا۔ خواہ وہ شہر میں ہو یا گاؤں میں جس میں بجلی نہ لگی ہو۔ اور ایک ہیٹر موجود نہ ہو۔ تقریباً ہر آسودہ حال گھر میں گرم پانی کا حوض ہوتا ہے جس میں بیٹھ کر انسان تمام دن کی تھکن دور کر سکتا ہے۔

یہ لوگ گھروں میں زمین پر بیٹھتے ہیں۔ اسلئے انہیں صوفہ سٹ اور کرسیوں کی ضرورت نہیں اور نہ ہی جگہ ہوتی ہے۔ ہر بیٹھنے والے کیلئے ایک گدی موجود ہے۔ اور کمرے کے وسط میں ایک چوپائی ہے۔ جو میز کا کام دیتی ہے۔ آراستگی کا یہ عالم ہے کہ انسان کا کمرے سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ لوگ آرٹ کے ماہر ہیں۔ اور یہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے اس فطرتی جذبہ کا اظہار کرتے ہیں مجھے اس بات پر تعجب آتا ہے۔ کہ ہندوستان میں انسان اپنی ساری عمر کی کمائی خرچ کر کے ایک مکان بناتا ہے۔ جس کی تعمیر کیلئے مہینوں چاہیئے۔ اور لاگت ہزاروں روپیہ تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک جسمانی آرام کا تعلق ہے یہاں کے چند دنوں میں بنے ہوئے مکان جن کی قیمت ان سے دسواں حصہ بھی نہیں ہوتی کہیں زیادہ آرام دہ اور پر آسائش ہیں

امیر و غریب میں مساوات

ایک غیر ملکی کیلئے سب سے زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے۔ کہ یہاں امیر اور غریب کا امتیاز بہت کم ہے۔ امیروں کے مکانات بہت وسیع یا عالیشان نہیں ہوتے۔ اگرچہ ان کی اندرونی صفائی زیادہ قرینے سے کی ہوتی ہے۔ امیر بے بہا قیمتی کپڑا نہیں پہنتے اور نہ ہی ان کے شغل ایسے ہوتے ہیں کہ جن پر پانی کی طرح روپیہ خرچ ہو۔ چاول اور مچھلی ہر چھوٹے بڑے کی خوراک ہے۔ امیروں کے کھانے کے برتن ذرا قیمتی ہوتے ہیں۔ ورنہ خوراک میں کوئی فرق نہیں۔

جاپانیوں کی قربانیاں

یہی وہ باتیں تھیں۔ جنہوں نے جاپان جیسے حقیر ملک کو جس کے قدرتی ذرائع نہایت ہی محدود ہیں۔ دنیا کی ایک بڑی طاقت بنا دیا۔ اس قوم نے اس انتہائی سادہ زندگی اور دماغی کاوش سے وہ کمال کر دکھایا۔ کہ ان کا دشمن بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تمام ملک کی دولت اور ذرائع ہمیشہ بجائے ذاتی ضروریات کے قومی ضروریات کے لئے وقف

کر دیگئیں۔ ہر لوہے کا ٹکڑہ جو کسی عمارت میں کیل بنکر لگ جاتا۔ توپ۔ بندوق اور جنگی مشینری بنانے کے کام آیا۔ اور پٹرول کا گیلن جو شاید کسی رئیس کی سیر و تفریح کے کام آتا۔ اسے ہوائی جہاز چلانے کیلئے ریزرو کیا۔ اس قومی کفائت شعاری کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند ہی سال میں یہ لوگ اس قابل ہو گئے۔ کہ امریکہ اور برطانیہ جیسی طاقتوں پر بیک وقت ہلہ بولدیں اور چند دنوں میں ان کے مقبوضات سے نکال کر باہر کر دیں جن پر ان کا سینکڑوں سال سے مستحکم قبضہ تھا۔ لیکن آخر کب تک۔ کہاں جاپان کی قدرتی ذرائع کے لحاظ سے بے سرو سامانی اور کہاں امریکہ کے بے پناہ ذخائر تیسرے ہی سال لڑائی نے ایسا پلٹہ کھایا۔ کہ آخر جاپانیوں کو ہار ماننی پڑی۔ ایٹم بم لڑائی جیتنے کا واحد باعث نہیں ہوا۔ ہاں اس نے جنگ کو جلدی ضرور ختم کر دیا ہے اگر ایٹم بم نہ ہوتا۔ تو بھی جاپانیوں کی شکست یقینی تھی۔ امریکہ کی بے پناہ بمباری اور فوجوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی ہمت جاپان میں نہیں تھی۔

جاپان آج

آج جاپان ایک شکست خوردہ ملک ہے۔ لڑائی اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ یہاں رونما ہوئی۔ اور وہ تباہی مچائی کہ روز اول سے آج تک شاید ہی اس ملک نے کبھی دیکھی ہو۔ شہر کھنڈرات بن گئے ہیں۔ تجارت صنعت و حرفت بالکل ختم ہو گئی ہے لیکن ایک نئے آنے والے کیلئے سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ یہاں وہ بدحالی اور افلاس نظر نہیں آتا۔ جو ہندوستان کے بعض علاقوں میں موجود ہیں۔ میں نے یہاں کوئی بھکاری نہیں دیکھا (سوائے ایک دفعہ ایک نحیف عورت کے جو کسی سے ہاتھ پھیلا کر سوال نہیں کرتی تھی) ہر شخص کو کھانے کیلئے ملتا ہے۔ اور رہنے کے لئے چھت ہے بیکاری نام کو نہیں

یہ سب کچھ اس لئے ہے۔ کہ یہ لوگ سخت محنت کے عادی ہیں۔ کفائت شعاری ان کا قومی شعار ہے۔ امیر و غریب کی روزمرہ زندگی میں کوئی نمایاں فرق نہیں۔ ان کے اخراجات نہایت قلیل ہیں۔ اور جہاں تک ضبط اور تنظیم کا تعلق ہے۔ شاذ ہی کوئی قوم ان کا مقابلہ کر سکے۔

خط لمبا ہو چکا ہے۔ اس وقت بندہ اس کے مذہبی رجحانات اور عقائد کے بارے میں کچھ

نہیں کرسکتا۔ آئندہ بھی انشاء اللہ یہ باتیں عرض کرنے کی کوشش کروں گا اور یہ بھی عرض کروں گا۔ کہ مستقبل قریب میں ہماری اشاعت کے لئے یہاں تبلیغی امکانات کیا ہیں۔

کون کہتا ہے چھانٹی؟

ہمیں تو

این۔ ڈبلیو۔ ریلوے ورکشاپ مغلپورہ (لاہور)

میں

ایک ہزار سے زائد (۱۰۰۰)

مندرجہ ذیل کاریگروں اور نیم کاریگروں یعنی سکلڈ اور سیمی سکلڈ ورکمینوں کی ضرورت ہے۔

سار۔ آرا کش۔ الیکٹرک کرین ڈرائیور۔ ڈرمیشن اسسٹ۔ ٹمبر مارکہ۔ فٹر۔ گرائنڈر۔ ٹمبر اشمار۔ سلنگمہ۔ کوچ بلڈر
سٹور اٹوار۔ مشین اسسٹ۔ راج۔ سائن رائٹر۔ موچی۔ پولیشرز۔ اسسٹنٹ جمعدار۔ ٹرمر
دھوبی۔ میٹریل کولیکٹر۔ بوائلر اٹنڈنٹ۔ سٹیم ہیمر ڈرائیور۔ شٹنگ پورٹر۔ ڈرلر۔ ڈائی سنکر۔ ہیمر مین
شیپر۔ ٹول ہارڈنر۔ پلینر۔ ری پیکر۔ لفٹر۔ ٹول میکر۔ سکوٹر۔ پاور پلانٹ اٹنڈنٹ۔ ٹول سمتھ
مل رائٹ۔ سپرنگ سمتھ۔ پیٹرن میکر۔ آسلر۔ بیلٹر۔ مشین اسسٹ اینڈ ٹرنر۔ لوہار۔ ٹن اور کاپر سمتھ
میٹل سپرے ار۔ اینگل سمتھ۔ جنریٹر اٹنڈنٹ

ان کاریگروں کی ماہوار آمدنی حسب ذیل ہوگی:۔

سکلڈ ورکمین۔ تنخواہ ایک روپیہ دو آنے یومیہ = ۰-۴-۲۹ ماہوار۔ مہنگائی الاونس ۰-۰-۱۷ ماہوار۔ لوکل الاونس ۰-۸-۲ ماہوار
اس کے علاوہ گندم۔ چاول اور دوسری کھانے پینے کی چیزیں بھی رعایتی نرخوں پر ملیں گی۔ وہ کاریگر جو عیالدار نہ ہو اسے ۶ روپے ۸ آنے اور جن کاریگروں کے گھر والوں کی تعداد اوسطاً چار بالغ نفر کے ہوگی۔ انہیں چوبیس (۲۴) روپے ماہوار کا فائدہ ہو سکیگا
کل آمدنی۔ اکیلے ملازم کی قریباً ۵۵ روپے چار آنے اور بال بچے دار کاریگر کی جس کے گھر کی اوسطاً ۴ بالغ نفر ہوں ۷۲ روپے ۱۲ ماہوار

سیمی سکلڈ ورکمین۔ تنخواہ ۱۲ آنے یومیہ ۰-۸-۱۹ ماہوار۔ مہنگائی الاونس ۰-۰-۱۷ ماہوار۔ لوکل الاونس ۰-۸-۲ ماہوار
اس کے علاوہ عام ریلوے ملازمین کی طرح انہیں بھی کھانے پینے کی چیزیں ریلوے گرین چھاپوں سے سستے داموں مل سکینگی۔ وہ کاریگر جو عیالدار نہ ہو اسے ان رعایات سے ۶ روپے ۴ آنہ اور جن کے گھر والوں کی تعداد اوسطاً ۴ بالغ نفر ہوگی۔ انہیں ۲۴ روپے ماہوار کا فائدہ ہو سکیگا۔
کل آمدنی۔ اکیلے ملازم کی ۴۵ روپے ۸ آنے اور جس کے گھر کے اوسطاً ۴ بالغ نفر ہوں۔ اس کی ۶۳ روپے ماہوار۔
آپ اپنی درخواستیں بذات خود یا بذریعہ ڈاک لیبر بیورو کے دفتروں میں پہنچائیں۔ یہ دفاتر لوکو اور کیرج ورکشاپوں سے ملحق ہیں۔

ریلوے بھرتی کر رہی ہے

جیساکہ آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں

نہ کہ عام چھانٹی

جیساکہ الزام لگایا جاتا ہے

مزید برآں

ریلوے ضروریات زندگی کے مطابق مزدوری دیتی ہے

سپرنٹنڈنٹ ریلوے میکینیکل ورکشاپس مغلپورہ۔

حبوب زندگی

بے مثال تحفہ ہے عجیب الاثر دوائی ہے۔ حد درجہ کی مقوی اعضائے رئیسہ مقوی دل و دماغ جگر و معدہ ہے خون بکثرت پیدا کرتی ہے۔ قیمت ایک درجن گولی ۸ عدد تین روپے آٹھ آنے

خاندانی حکیم حاذق سید مہر علیشاہ
مالک دواخانہ فاروقی قادیان

نظام نو انگریزی پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا
دوسرا ایڈیشن شائع ہوگیا

اس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا گذشتہ موجودہ اور مستقبل بتلایا گیا ہے۔ اور دوسرے ایسے تبلیغی مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے تمام جہان کے انگریزی دان پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت و فوقیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ قیمت ۴ر ایک روپیہ کے پانچ معہ محصولڈاک

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

آنکھوں کا انعام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں نظر سے تعلق رکھتی ہیں۔ کھتیں سرمہ کے مریض سستی کا شکار اور اعصابی تکلیفوں کا شکار بنتے ہیں لوگ آنکھ کے مریض ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو سرمہ میر خاص استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ ۸/ چھ ماشہ ۵/ تین ماشہ ۳/

ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان

خط و کتابت کرتے

وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

کوٹھیاں برائے فروخت و کرایہ

دھرم سالہ میں نہایت اعلیٰ موقع پر کوٹھیاں کرایہ کیلئے خالی ہیں۔ اور عمدہ موقع کی قابل فروخت بھی ہیں
شیخ برکت علی کوتوالی بازار کلاتھ مرچنٹ دھرم سالہ

بواسیر ڈاکٹر احمد دین صاحب حیدرآباد سندھ سے تحریر فرماتے ہیں کہ بواسیر کے جتنے مریضوں کو آپ کی دوائی "ختم" استعمال کرائی گئی۔ خدا کے فضل سے سو فیصدی کامیاب رہی۔ ایک ستر سالہ بڑھیا جس کی بیماری بچپن سے تھی اسے بھی آرام آگیا۔ قیمت صرف دو روپے نو آنے ۹/ ۲ ملنے کا پتہ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۲۳ جون۔ آج صبح سردار ولبھ بھائی پٹیل نے لارڈ پیتھک لارنس وزیر ہند سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں فیصلہ کیا گیا کہ کانگرسی لیڈروں وائسرائے ہند اور وزارتی مشن کے ارکان کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق مولینا ابوالکلام آزاد۔ پنڈت نہرو۔ سردار پٹیل۔ اور ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ڈیڑھ گھنٹہ تک مشن اور وائسرائے سے ملاقات کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر جناح کے مکتوب کے جواب میں وائسرائے نے جو چٹھی ارسال کی تھی۔ اس کی وجہ سے عارضی گورنمنٹ کے متعلق کانگرس اور وائسرائے کی گفت و شنید میں تعطل پیدا ہو گیا تھا۔ بلکہ کل تو کانگرس نے عارضی گورنمنٹ میں شمولیت کی دعوت کو نامنظور کر لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن آج یہ فیصلہ شائع کرنا فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔ تاکہ کانگرس وائسرائے اور مشن کی کانفرنس کے ذریعے سے ایک بار پھر سمجھوتہ کی کوشش کی جا سکے۔ کانگرسی حلقوں کا بیان ہے کہ عارضی گورنمنٹ کو منظور کرنے کا اب زیادہ تر انحصار اسی کانفرنس کی کامیابی پر ہے۔ کانفرنس کے نتیجہ کا ابھی علم نہیں ہو سکا۔

نئی دہلی ۲۳ جون۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج بھی کئی گھنٹے تک ہوتا رہا۔ آخر بغیر کسی فیصلہ کے کل صبح آٹھ بجے پر ملتوی کر دیا گیا۔ اجلاس سے قبل سردار پٹیل اور ڈاکٹر راجندر پرشاد نے دوپہر کا کھانا وزارتی مشن کے دو ارکان کے ساتھ کھایا۔ اور عارضی گورنمنٹ کے متعلق تبادلہ خیالات کیا۔

نئی دہلی ۲۳ جون۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے کشمیر گورنمنٹ کی پالیسی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کشمیر کو بھی میں اپنا وطن سمجھتا ہوں اور مجھے حق حاصل ہے کہ اپنے وطن کے جس حصہ میں بھی چاہوں چلا جاؤں۔ اس حق کو کوئی مجھ سے چھین نہیں سکتا۔

پیرس ۲۳ جون۔ ٹریسٹے کی بندرگاہ کے متعلق وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں مفاہمت ہو گئی ہے گو باقاعدہ اعلان نہیں کیا گیا تاہم یقین کیا جاتا ہے ٹریسٹے کو بین الاقوامی ملکیت کی حیثیت دے دی جائے گی۔

طہران ۲۳ جون۔ مغربی ایران میں کردوں کی بدامنی بدستور جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ ایرانی فوجوں اور کردوں کے درمیان آٹھ گھنٹے تک آزادانہ طور پر لڑائی ہوتی رہی۔

بیت المقدس ۲۲ جون۔ برطانوی فوج اور پولیس اغوا شدہ پانچ برطانوی افسروں کی سرگرمی سے تلاش کر رہی ہے۔ جگہ جگہ مسلح برطانوی فوج کا پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ یہودیوں کے گھروں کی تلاشی لی جا رہی ہے۔ اور انہیں اپنے گھروں سے باہر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ کل یہود نے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مظاہرہ کیا۔ جس پر پولیس نے انہیں منتشر کرنے کے لئے گولی چلا دی جس سے متعدد یہودی ہلاک اور مجروح ہو گئے۔

نئی دہلی ۲۳ جون۔ آج صبح کانگرس ورکنگ کمیٹی کے جلسے کے بعد مولانا آزاد نے پریس سے کہا کہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ آج ورکنگ کمیٹی کا کام ختم ہو جائے گا یا نہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے آج صبح اپنے دورہ کشمیر کا حال اخباری نمائندہ کو بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے ریاستی پولیس یا فوج سے کوئی زخم نہیں لگا۔

مدراس ۲۳ جون۔ گورنمنٹ مدراس اس سوال پر غور کر رہی ہے کہ صوبہ میں تمباکو بونے کی ممانعت کر دی جائے۔ اور اس کی بجائے اناج بونے کی تحریک کی جائے۔ یہ ممانعت ان کھیتوں کے متعلق ہو گی جن میں تین سال سے تمباکو نہیں بویا گیا۔

امرتسر ۲۳ جون۔ سردار نرنجن سنگھ گل مجوزہ ڈکٹیٹر نے اعلان کیا ہے کہ سکھوں نے وزارتی تجاویز کے نامنظور کرنے کا فیصلہ اس لئے کیا ہے کیونکہ یہ تجاویز ان کے لئے سخت نقصان رساں ہیں۔

نئی دہلی ۲۳ جون۔ پنڈت جواہر لال نہرو آج صبح ڈیڑھ بجے بذریعہ ہوائی جہاز دہلی پہنچ گئے۔ آپ نے ایک بیان میں کہا کہ میں دہلی سے فارغ ہو کر پھر کشمیر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

لنڈن ۲۲ جون۔ حکومت برطانیہ نے اپنے سفیر مقیم مصر کی معرفت مصری حکومت سے دریافت کیا ہے کہ مفتی اعظم فلسطین کے متعلق اس کی پالیسی کیا ہو گی۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانوی حکومت چاہتی ہے کہ مفتی اعظم کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی جائے وہ ان کی حوالگی کا مطالبہ نہیں کرے گی۔

کوئٹہ ۲۲ جون۔ ہز ہائی نس خان آف قلات نے برٹش گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ گذشتہ معاہدات کو منسوخ قرار دیکر کوئٹہ اور بلوچستان کے علاقے ریاست میں شامل کر دیئے جائیں۔

واشنگٹن ۲۲ جون۔ بحری کانفرنس کے اجلاس میں برطانوی نمائندے نے ہندوستانی نمائندوں کے متعلق بعض نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ جس پر ہندوستانی نمائندے بطور احتجاج واک آؤٹ کر گئے۔

لاہور ۲۲ جون۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ پنجاب پر ٹڈی دل کے وسیع پیمانہ پر حملہ کرنے کا خطرہ ہے۔

واشنگٹن ۲۲ جون۔ حکومت امریکہ نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ برطانیہ۔ روس چین اور امریکہ کے درمیان ایک پچیس سالہ معاہدہ طے کیا جائے۔ جس کی غرض و غایت یہ ہو۔ کہ جاپان کو کبھی بھی طاقتور نہ بننے دیا جائے تاکہ وہ امن عالم کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔

شملہ ۲۲ جون۔ پنجاب گورنمنٹ نے ایک الیکشن ٹربیونل قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو لاہور کارپوریشن کے میئر۔ ڈپٹی میئر اور سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کے انتخاب کے سلسلے میں مبینہ بے قاعدگیوں کے متعلق تحقیقات کرے گا۔

روم ۲۲ جون۔ حکومت روم نے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو تنبیہہ کی ہے۔ کہ اگر اٹلی کے متعلق اس کے مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ کیا گیا۔ تو وہ اسے منظور نہیں کریگی۔

نانکنگ ۲۲ جون۔ چین کی مرکزی اور کمیونسٹ فوجوں میں جو پندرہ روزہ عارضی صلح ہوئی تھی۔ اس کی میعاد ۳۰ جون تک بڑھا دی گئی ہے۔

امرتسر ۲۲ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سکھوں کے پنتھک بورڈ کے اجلاس میں سردار بلدیو سنگھ نے عارضی گورنمنٹ میں شمولیت سے غیر مشروط طور پر انکار کرنے کی مخالفت کی تھی۔ ان کا خیال ہے۔ کہ اگر کانگرس اسے منظور کر لے۔ تو سکھوں کو بھی اس میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

ڈربن (جنوبی افریقہ) ۲۲ جون۔ سول نافرمانی کرنے والے ۲۳ ہندوستانیوں کو کل پولیس نے گرفتار کر لیا۔ ان میں ۳ عورتیں بھی شامل تھیں۔ تھانہ میں لیجا کر انہیں رہا کر دیا گیا۔ اور انہیں اگلے روز عدالت میں حاضر ہونے کے لئے کہا گیا۔

کراچی ۲۲ جون۔ مسٹر جے بی سیٹھ اسسٹنٹ کمانڈنٹ سندھ پولیس نے اس بنا پر وزارت سے استعفے دیدیا ہے کہ وہ ہندوستان کی نئی قومی حکومت کے ماتحت ملازمت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یروشلم ۲۲ جون۔ یہودیوں کی نیشنل ڈیفنس آرمی نے فلسطین کے مفتی اعظم کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر ہو سکے تو اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے

لاہور ۲۲ جون۔ حکومت پنجاب کے سول سپلائی ڈیپارٹمنٹ کے افسروں نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر گندم حاصل کرنے کا موجودہ رضاکارانہ طریق ناکام ثابت ہوا۔ تو گورنمنٹ اجارہ داری کے سسٹم کے ماتحت بڑے بڑے زمینداروں کے گندم کے ذخیروں پر قبضہ کرے گی۔ اور تمام بڑے بڑے شہروں اور قلت والے علاقوں میں راشن سسٹم جاری کر دیا جائیگا۔

لاہور ۲۲ جون۔ نخود ۷-۸-۰ جو ۲-۷-۰ گڑ دیسی ۱-۱-۲۰ ۔ سے ۲۳/۱/۰ شکر دیسی ۱-۱-۲۰ سے ۲۳/۱/۰ تک۔

لائلپور ۲۲ جون۔ گندم دڑہ ۹/۱۰/۵ گندم ۵۹۱ فارم ۱۴/۹/۰ گڑ ۸/۲۰ تا ۱۰/۴/۰ شکر ۸/۲۱ تا ۲۲/۸/۰ ۲۴۔

لاہور ۲۲ جون۔ آج لاہور کارپوریشن کا اجلاس منعقد ہوا۔ سٹی زن پارٹی نے مختلف تحاریک پیش کرنے کی کوشش کی لیکن ۲۳ کے مقابلے میں ۲۵ آراء کی وجہ سے پیش ہونے کی اجازت نہ ملی۔ دو مسلمان ممبر سٹی زن پارٹی سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں

شیلانگ ۲۲ جون۔ آسام کے ایک مسلم لیڈر نے بتایا۔ کہ یہاں کی موجودہ کانگرسی وزارت مسلم کاشتکاروں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ اپنے املاک سے بیدخل کر رہی ہے ان کے گھروں کو گرا دیا گیا ہے۔ اور ان کی ہزاروں من کی فصلیں نذر آتش کر دی گئی ہیں حکومت ہند کا فرض ہے۔ کہ اس معاملہ